خلیفہ ثانی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

حافظ عبدالوہاب روپڑی

نام ونسب: نام عمر، کنیت ابوحفص، لقب فاروق، والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام حنتمہ تھا۔

سلسلہ نسب: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ۔

مسلمانوں پر تشدد: عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ستائیسواں سال تھا کہ ریگستان عرب میں آفتاب اسلام طلوع ہوا۔عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے مسلمانوں پر بہت ہی سختی کرتے۔ ان کے خاندان کی ایک کنیز مسلمان ہوئی اس کو اتنا مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے لیکن وہ کسی بھی کو اسلام سے بد دل نہ کر سکے۔

قبول اسلام: قریش کے سربرآوردہ اشخاص میں ابوجہل اور عمر رضی اللہ عنہ اسلام اور رسول کریم ﷺ کی دشمنی میں سب سے زیادہ سرگرم تھے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے لیے بالخصوص دعا فرمائی۔

اللہم اعز الاسلام باحب ہذین الرجلین الیک بابی جہل اوبعمر بن الخطاب قال وکان احبہما الیہ عمر (جامع ترمذی) اے اللہ! ابوجہل یا عمر بن خطاب سے جو تجھے زیادہ پیارا ہے اسی کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کو عمر زیادہ محبوب تھے (اس لیے انہیں ہدایت عطا فرما دی) عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا ایک مشہور واقعہ ہے جو تلوار اٹھا کر رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے جانے کے متعلق، اور پھر سورۂ حدید یا سورۂ طٰہٰ کی تلاوت اپنی بہن فاطمہ سے سننے کے بعد اسلام لانے کے بارے میں ہے۔اس واقعہ پر محدثین نے منکر کا حکم لگایا ہے۔یعنی یہ واقعہ ثابت نہیں (دارقطنی باب الطہارۃ، مستدرک حاکم ۵۹/۴ میزان الاعتدال تذکرہ قاسم بن عثمان بصری)

اس کے علاوہ مسند احمد میں ایک تابعی کی زبان سے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا ایک واقعہ مروی ہے وہ اس باب میں سب سے زیادہ محفوظ ہے۔عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک شب رسول کریم ﷺ کو چھیڑنے نکلا آپ مسجد حرام میں داخل ہو گئے اور نماز شروع کر دی۔آپ نے سورۂ حاقہ کی تلاوت فرمائی۔ میں سنتا رہا قرآن کے نظم واسلوب سے حیرت میں تھا دل میں قریش کے کہنے کی طرح سوچا۔اللہ کی قسم یہ شاعر ہے ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ انہ لقول رسول کریم وماہو بقول شاعر قلیلا ماتؤمنون (الحاقۃ: ۴۰ تا ۴۱) یہ ایک معزز رسول کا کلام ہے کسی شاعر کی بات نہیں بہت تھوڑے ہو تم جو ایمان لاتے ہو۔میں نے کہا یہ تو کاہن ہے میرے دل کی بات جان گیا ہے۔اس کے بعد ہی یہ آیت پڑھی۔ولا بقول کاہن قلیلا ماتذکرون ○ تنزیل من رب العالمین (الحاقۃ ۴۲، ۴۳) یہ کاہن کا کلام بھی نہیں تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔یہ تو جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اترا ہے۔آپ نے یہ سورت آخر تک تلاوت فرمائی اس کو سن کر اسلام پوری طرح میرے دل میں گھر کر گیا

(مسند احمد ۱/۱۷)

صحیح بخاری میں بھی ایک روایت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان ہوئی ہے۔ کہ بعثت سے کچھ پہلے یا اس کے بعد ہی وہ ایک بت خانہ میں سوتے تھے کہ انہوں نے دیکھا ایک بت پر قربانی چڑھائی گئی اور اس کے اندر سے آواز آئی۔ اے جلیح! ایک فصیح البیان کہتا ہے "لا الہ الا انت" اس آواز کا سننا تھا کہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن میں کھڑا رہا کہ دیکھوں اس کے بعد کیا ہوتا ہے کہ پھر وہی آواز آئی۔ اس واقعہ پر تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ لوگوں میں چرچا ہوا کہ یہ نبی ہیں (صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب اسلام عمر رضی اللہ عنہ حدیث: ۳۸۶۶) واقعے کی ترتیب یوں معلوم ہوتی ہے کہ بت سے لا الہ الا انت کی ندائے غیب پر انہوں نے لبیک نہیں کہا بلکہ توحید کی طرف میلان پیدا ہوا ہوگا کیونکہ اس وقت نبوت کا اعلان ابھی نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ کی دعا کے اثر سے اور آپ کی زبان سے براہ راست قرآن مجید کی تلاوت سے مشرف باسلام ہوئے۔

ہجرت: عمر رضی اللہ عنہ سن ۷ نبوی میں اسلام لائے اور ۱۳ھ نبوی میں ہجرت ہوئی۔ جب مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت ملی تو عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کے لیے آمادہ ہوگئے بارگاہ نبوت سے اجازت لے کر چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس شان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہو کر مشرکین کے مجمعوں سے گزرتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچے۔ نہایت اطمینان سے طواف کیا نماز پڑھی پھر مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا جس کو مقابلہ کرنا ہو وہ مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرے لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی اور وہ مدینہ روانہ ہو گئے۔
(زرقانی ۱/۳۷۱)

غزوات اور دیگر حالات: غزوۂ بدر میں عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے، تدبر، جانبازی اور پامردی کے لحاظ سے ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کے دست و بازو بنے رہے۔ عاص بن ہشام جو رشتہ میں ان کا ماموں تھا خود ان کے خنجر سے واصل جہنم ہوا (تفسیر ابن جریر)

بدر کا میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ 70 کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔
قیدیوں سے کیا سلوک کیا جائے؟ اس بارے رسول کریم ﷺ نے صحابہ سے رائے لی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے۔ علی عقیل کی گردن ماریں جو میرا عزیز ہے اسے میں قتل کر دوں۔ رسول کریم ﷺ کی شان رحمت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کی اور فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ بارگاہ الٰہی میں یہ چیز پسند نہ آئی اس پر عتاب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی: ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض۔ کسی نبی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں یہاں تک وہ خونریزی کرے۔ رسول کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گریہ وزاری کی (صحیح مسلم کتاب الجہاد

والسیر باب الامداد بالملائکۃ) غزوۂ احد، غزوۂ خندق میں بھی آپ رسول کریم ﷺ کے ہمرکاب ہے۔ بیعت رضوان میں بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

غزوۂ خیبر: ۷ھ ہجری میں واقعہ خیبر پیش آیا۔ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے خیبر مفتوح کروایا۔ خیبر کی تمام زمین رسول کریم ﷺ نے مجاہدین صحابہ میں تقسیم کردی۔ چنانچہ ایک ٹکڑا ثمغ نامی عمر رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا انہوں نے اسے راہ اللہ میں وقف کردیا (صحیح بخاری کتاب التفسیر) اسلامی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا۔ فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے موقعوں پر بھی آپ رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

فضائل: عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت ایک ایسا موضوع ہے جس میں انہیں زبان نبوت سے بہت ہی انفرادیت حاصل ہے۔

1 ......رسول کریم ﷺ نے اپنا خواب بیان کیا۔ میں نے جنت میں ایک محل دیکھا جس میں ایک عورت وضو کررہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا عمر کا۔ مجھے عمر کی غیرت یاد آ گئی۔ میں واپس پلٹ آیا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کردیا اور عرض کی اعلیک اغار یا رسول اللہ؟ اے اللہ کے رسول ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا (صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی حدیث: ۳۶۸۰)

2 ......ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطن سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے شیطان وہ راستہ چھوڑ کر چلتا ہے جس راستے سے اے عمر تیرا گزر ہو جائے (مرجع سابق، حدیث: ۳۶۸۲)

3 ......عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر۔ عمر کے اسلام قبول کرنے کے بعد ہمیں بہت عزت ملی (حوالہ سابق حدیث ۳۶۸۴)

4 ......احد پہاڑ کے حرکت کرنے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اثبت احد ! فما علیک الا نبی وصدیق اوشہیدان ۔ اے احد ٹھہر جا تجھ پر آج نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ اس وقت آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر وعثمان رضی اللہ عنہم تھے (مرجع سابق حدیث: ۳۶۸۶)

5 ......ابوہریرہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر انبیاء فان یکن فی امتی منہم احد فعمر ۔ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ موجود رہے جن سے انبیاء کے علاوہ بھی (فرشتے) کلام کرتے تھے۔ میری امت میں اگر کوئی ایسا ہوگا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں (حوالہ سابق: ۳۶۸۹) ایک روایت کے الفاظ ہیں: لقد کان فیما کان قبلکم من الامم محدثون فان یکون فی امتی احد فانہ عمر۔ سابقہ امتوں میں محدث

ہوتے تھے (جن سے فرشتے کلام کرتے یا انہیں القایا کشف ہوتا) میری امت میں اگر کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوگا (حوالہ سابق)

6.....عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ماسمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول لشئ قط انی لاظنہ کذا الا کما یظن۔ میں نے جب بھی عمر رضی اللہ عنہ کو کسی معاملے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا اس بابت یہ گمان ہے تو وہ ان کے گمان کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوتا (صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب اسلام عمر حدیث: ۳۸۶۶) ایک روایت کے الفاظ ہیں: ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے (جامع ترمذی)

یہ رتبہ ملا جسے مل گیا: قرآن مجید کی بعض آیات عمر رضی اللہ عنہ کے موقف اور رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔

1.....غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے جو رائے عمر رضی اللہ عنہ نے پیش کی اللہ نے اس کے مطابق آیات نازل فرمائیں تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

2.....عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تین مواقع پر اللہ نے میری موافقت (میں آیات نازل) فرمائیں۔

میں نے عرض کی ہمیں مقام ابراہیم کو جائے نماز (وہاں نماز پڑھنی چاہیے) بنانا چاہیے تو یہ آیت نازل ہوئی واتخذ وا من مقام ابراہیم مصلی (البقرۃ: ۱۲۵) کہ مقام ابراہیم کو (دو رکعت نماز پڑھ کر) جائے نماز بناؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔ جب آپ کی تمام بیویاں ایک غیرت (واقعہ شہد) پر آپ کے پاس جمع ہوئیں میں نے آپ کی ازواج سے کہا: عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن اگر نبی ﷺ تم سب کو طلاق دے دیں تو قریب ہے اللہ اپنے نبی کو تم سب سے بہتر بیویاں عطا فرمادے تو یہی الفاظ (سورۃ التحریم آیت: ۵) کی آیت نازل ہوئی (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ، حدیث: ۴۰۲)

3.....ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب عبد اللہ بن ابی فوت ہوا۔ تو رسول کریم اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا کپڑا پکڑ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے منع کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اے عمر! اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ استغفر لہم اولا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ۔ کہ (اے نبی!) ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی معافی مانگیں۔ میں عنقریب ستر مرتبہ سے زیادہ بخشش مانگوں گا۔ عرض کی، وہ منافق ہے۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے (موافقت عمر رضی اللہ عنہ میں) یہ آیت نازل فرما دی۔ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ (التوبۃ: ۸۴) (اے نبی!) ان میں کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں کبھی بھی (صحیح بخاری

خلافت: عمر رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بذات خود خلیفہ نامزد کیا اور مفید نصیحتیں کیں ۔ وصیت نامہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا کتابت کے دوران ابوبکر رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی، عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ہی عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا ۔ ہوش آنے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سناؤ کیا لکھا ہے؟ جب عمر رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو اللہ اکبر پکار اٹھے ۔

دور خلافت اور فتوحات: عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت سے علاقے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے ۔ ان کے دور میں اتنی فتوحات ہوئیں کہ یہاں ان کا جائزہ پیش کرنا بہت مشکل ہے ۔ فتوحات عراق، قادسیہ کی معروف فتح بھی ان کے دور خلافت کا زریں باب ہے ۔

فتوحات شام میں یرموک کی فتح بہت اہمیت رکھتی ہے ۔ قیصر کے قسطنطنیہ جانے کی یہی وجہ تھی کہ اس نے شام کو الوداع کہا ۔ اس فتح کا مژدہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا ۔ عیسائیوں سے بیت المقدس بھی آپ کے دور خلافت میں آزاد ہوا آپ بذات خود معاہدہ لکھنے کے لیے وہاں تشریف لے گئے اور بخیر وخوبی واپس تشریف لائے ۔ مصر کی فتوحات بھی آپ کے دور خلافت میں ہوئیں، فتح اسکندریہ کے بعد تمام مصر میں بھی اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور بہت سے قبطی برضا ورغبت حلقہ بگوش اسلام ہوئے ۔

عدل وانصاف: لقب فاروق سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حق وباطل کے درمیان برہنہ شمشیر تھے ۔ خلافت فاروقی کا سب سے نمایاں وصف عدل وانصاف ہے ۔ ان کے عہد میں کبھی سرمو بھی انصاف سے تجاوز نہیں ہوا ۔ ایک دفعہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ نے ایک شخص کو بے وجہ مارا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی مضروب سے ان کو کوڑے لگوائے ۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ۔ دونوں باپ بیٹے نے خاموشی سے عبرت کا تماشا دیکھا اور دم نہ مار سکے (استیعاب)

احتساب: خلیفہ وقت کا سب سے بڑا فرض حکام کی نگرانی اور قوم کے اخلاق وعادات کی حفاظت ہے ۔ عمر رضی اللہ عنہ اس فرض کو نہایت اہتمام کے ساتھ انجام دیتے تھے ۔ خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ جو اپنی جانبازی اور شجاعت کے لحاظ سے تاج اسلام کے گوہر شاہوار اور اپنے زمانے کے نہایت ذی عزت اور صاحب اثر بزرگ تھے محض اس لیے معزول کر دیے گئے کہ انہوں نے ایک شخص کو انعام دیا تھا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار اعظم کو لکھا کہ خالد نے یہ انعام اپنی گرہ سے دیا تو اسراف کیا اور بیت المال سے دیا تو خیانت کی دونوں صورتوں میں وہ معزولی کے قابل ہیں (ابن اثیر ۲/۴۸)

اصول مساوات: اصول مساوات کی بنا پر وہ کسی شخص کے لیے کسی قسم کا امتیاز پسند نہیں کرتے تھے عمرو بن

العاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی جامع مسجد میں منبر بنایا تو لکھ بھیجا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اور مسلمان نیچے بیٹھے ہوں اور تم اوپر بیٹھو۔ایک دفعہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کچھ نزاع ہوئی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا ۔عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے انہوں نے تعظیم کے لیے جگہ خالی کر دی۔تو فرمانے لگے۔یہ پہلی نا انصافی ہے جو تو نے اس مقدمہ میں کی ہے یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔یہی بھید تھا کہ طرز معاشرت نہایت سادہ اور غریبانہ رکھی تھی۔سفر وحضر میں، جلوت وخلوت میں، مکان اور بازار میں، کوئی شخص ان کو کسی علامت سے پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ خلیفہ وقت ہیں۔قیصر وکسریٰ کے ایلچی مسجد نبوی میں آکر ڈھونڈتے تھے کہ شاہنشاہ اسلام کہاں ہیں؟ حالانکہ شاہنشاہ وہیں پیوند لگے کپڑے پہنے کسی گوشے میں بیٹھا ہوتا تھا (الفاروق شبلی ص۳۰۴)

مذہبی خدمات: اشاعت اسلام کے بعد سب سے بڑا کام خود مسلمانوں کی مذہبی تعلیم وتلقین اور شعار اسلامی کی ترویج تھی اس کے متعلق عمر رضی اللہ عنہ کی مساعی کا سلسلہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوتا ہے۔قرآن مجید جو اساس اسلام ہے عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار ہی سے کتابی صورت میں عہد صدیقی میں مرتب کیا گیا تھا ۔اس کے بعد اپنے عہد میں انہوں نے درس وتدریس کا رواج دیا، معلمین اور حفاظ اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں (سیرۃ العمر)

اللہ کا خوف: جو دل خشوع وخضوع اور خوف الٰہی سے خالی ہے اس کی حقیقت ایک مضغہ گوشت سے زیادہ نہیں۔عمر رضی اللہ عنہ خشوع وخضوع کے ساتھ رات بھر نمازیں پڑھتے صبح ہونے کے قریب گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وامر اہلک بالصلوٰۃ (مؤطا امام مالک) نماز میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا اللہ کی عظمت کے جلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ باوجودیکہ میں پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن عمر رضی اللہ عنہ آیت انما اشکوا بثی وحزنی پڑھ کر اس قدر روتے تھے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا۔

حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع۔تیرے رب کا عذاب یقینی ہے اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں تو اتنا روئے کہ روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔

زہد وقناعت: دنیا طلبی اور حرص تمام بد اخلاقیوں کی بنیاد ہے عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے طبعی نفرت تھی۔ان کے ہم مرتبہ معاصرین کو اعتراف تھا کہ وہ زہد وقناعت میں سب آگے ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ کا جسم کبھی نرم اور ملائم کپڑے سے مس نہیں ہوا۔بدن پر بارہ بارہ پیوند کا کرتہ، سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں پھٹی ہوئی جوتیاں ہوتی تھیں۔اسی حالت میں قیصر وکسریٰ کے سفیروں سے ملاقات کرتے تھے۔ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی

اللہ عنہا نے مشورہ دیا کہ اب اللہ نے خوشحالی عطا فرمائی ہے۔ آپ کے پاس بادشاہوں کے سفراء اور عرب کے وفود آتے ہیں آپ کو طرز معاشرت میں تغیر کرنا چاہیے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے افسوس! تم دونوں امہات المؤمنین ہو کر دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو۔

رفاہ عام: فریضہ خلافت کی حیثیت سے رفاہ عام کے لیے بھی انہوں نے بہت خدمات سر انجام دیں اور ذاتی حیثیت سے ہر لمحہ خلق اللہ کی نفع رسانی کے لیے وقف تھا۔ اپنی غیر معمولی مصروفیات میں سے مجبور، بیکس اور اپاہج آدمیوں کی خدمت گزاری کے لیے وقت نکال لیتے تھے طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ایک روز علی الصبح امیر المؤمنین کو ایک جھونپڑے میں جاتے دیکھا خیال ہوا فاروق اعظم کا کیا کام ہے؟ دریافت سے معلوم ہوا کہ اس میں ایک نابینا ضعیفہ رہتی ہے اور وہ روزانہ اس کی خبر گیری کے لیے جایا کرتے تھے۔

شہادت: مغیرہ بن شعبہ کے پاس ایک پارسی غلام فیروز نامی کنیت ابولولوتھی نے عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے آقا کے بھاری محصول مقرر کرنے کی شکایت کی۔ شکایت بے جا تھی، عمر رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ دی اس پر وہ اتنا ناراض ہوا کہ صبح کی نماز میں خنجر لے کر اچانک حملہ کر دیا اور متواتر چھ وار کیے۔ عمر رضی اللہ عنہ زخم کے صدمے سے گر پڑے۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ (مستدرک ۹۱/۱) یہ ایسا زخم کاری تھا کہ اس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ لوگوں کے اصرار سے چھ اشخاص (جو عشرہ مبشرہ بالجنۃ تھے) کو منصب خلافت کے لیے نامزد کیا کہ ان میں جس کسی پر پانچوں کا اتفاق ہو جائے اسے اس منصب کے لیے منتخب کر لیا جائے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین) اس مرحلہ سے فارغ ہونے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے اجازت لی (صحیح بخاری)

ازواج واولاد: عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد نکاح کیے اور ان کے ازواج کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) زینب ہمشیرہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔ مکہ میں مسلمان ہو کر فوت ہوئیں۔ عبد اللہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ان کے بطن سے تھے۔

(۲) قریبہ بنت میۃ المخزومی۔ مشرکہ ہونے کے باعث انہیں طلاق دے دی تھی (۳) ملیکہ بنت جروال مشرکہ ہونے کی وجہ سے انہیں بھی طلاق دے دی تھی۔ ان کے بطن سے عبید اللہ پیدا ہوئے

(۴) عاتکہ بنت زید کو بھی طلاق دے دی تھی۔ (۵) مدینہ آ کر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی جمیلہ سے نکاح کیا۔ کسی وجہ سے انہیں بھی طلاق دے دی تھی۔

(۶) ام کلثوم اخیر عمر میں ان کو خیال ہوا کہ خاندان نبوت سے تعلق پیدا کریں رسول اللہ ﷺ کی نواسی، فاطمہ رضی

اللہ عنہا کی نور دیدہ تھیں ۷ھ میں چالیس ہزار درہم پر ان سے نکاح کیا۔

اولاد: آپ کی **لخت جگر** حفصہ رضی اللہ عنہا امہات **المؤمنین** میں شامل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں **شامل** اس کی وجہ سے اپنی کنیت ابوحفص رکھی ۔ بیٹے یہ ہیں عبد اللہ، عاصم، ابوشحمہ، عبد الرحمٰن، زید، ان سب میں عبد اللہ اور عبید اللہ اور عاصم اپنے **علم و فضل** اور مخصوص اوصاف کے لحاظ سے نہایت مشہور رہیں۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن الخطاب)